Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱

اتوار

۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۷ | ۲۴ صلح ۱۳۳۳ھ ش - ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۸

دریائے اردن کے تنازعہ کے متعلق مغربی طاقتوں کی قرارداد

روس نے حق تنسیخ استعمال کر کے مسترد کر دیا

نیویارک ۲۳ جنوری۔ دریائے اردن کے پانی کا رخ تبدیل کرنے کے متعلق شام اور اسرائیل کے تنازعہ کے بارہ میں مغربی طاقتوں نے جمعرات کی رات کو ایک قرارداد منظور کی تھی جس کی رو سے فلسطین کے عارضی صلح کے نگران جنرل بینیکے کو یہ اختیار بھی دیا گیا تھا کہ وہ جب مناسب سمجھیں اسرائیل کو کام شروع کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ عرب ملکوں نے اس قرارداد کی سخت مخالفت کی تھی۔ اور کہا تھا کہ جب تک شام کی رضامندی حاصل نہ کر لی جائے۔ اسرائیل کو کسی صورت میں دریائے اردن پر کام کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ روس نے عرب ملکوں کی حمایت میں اس قرارداد پر اپنا حق تنسیخ استعمال کر کے اسے مسترد کرا دیا۔

بلوچستان میں ۳۰ لاکھ روپیہ کے صرفہ سے بند کی تعمیر

کوئٹہ ۲۲ جنوری۔ بلوچستان میں دریائے ناری اور دریائے بولان کے مقام اتصال پر ایک بند کی تعمیر کا کام اگلے مہینہ سے شروع ہو جائے گا۔ اس بند پر ۳۰ لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ اور یہ ۱۸ مہینے میں مکمل ہو جائے گا۔

کراچی اور پاکستان کے دوسرے حصوں کے درمیان ریلوں کی براہ راست آمدورفت شروع ہو گئی

پاکستان میل کے حادثہ سے ریلوے کو ۱۵ لاکھ روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑا ہے

کراچی ۲۳ جنوری۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نے ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میل کے حادثہ کے بعد کراچی اور پاکستان کے دوسرے حصوں کے درمیان ریلوں کی براہ راست آمدورفت شروع ہو گئی۔ رات کے ۲ بجکر ۲۹ منٹ پر ۱۱ اپ پنجاب ایکسپریس مقام حادثہ سے پانچ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گزری آج صبح لاہور سے آنے والی پاکستان ایکسپریس بھی مقام حادثہ سے گزر کر کراچی پہونچی۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ پانچ سو مزدور حادثہ کے مقام پر دن رات کام کر رہے ہیں۔ اور ملبہ ہٹانے پر معروف ہیں۔ اب تک کل ۱۱ لاشیں ملبے سے نکالی جا چکی ہیں۔ لیکن کوئی لاش شناخت نہیں کی جا سکتی۔ لاشوں کو نکالنے کا کام اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک آخری لاش ملبے سے نہ نکال لی جائے گی۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایک پہلے اعلان میں بتایا گیا تھا۔ کہ اب تک ۶۰ اشخاص کے مرنے کا پتہ چلا ہے۔ دو آدمیوں کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ ۹۴ آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ جن میں سے گیارہ کی حالت نازک ہے۔ اس حادثہ سے ریلوے کو ۱۵ لاکھ روپے کی مالیت کا نقصان ہوا ہے۔ اس میں انفرادی نقصان شامل نہیں ہے۔ لاہور کی ایک خبر سے پتہ چلا ہے کہ حادثہ کی سرکاری تحقیقات کا کام کل سے شروع ہو جائے گا۔ گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلویز بھی اس کی تحقیقات کریں گے۔ انسپکٹر مذکور جو مشرقی بنگال میں تھے۔ آج کسی وقت جھمپیر کے قریب مقام حادثہ پر پہونچ جائیں گے۔ آج صبح کراچی کے شہریوں نے پاکستان میل کے حادثہ کی یاد میں ایک جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت چیف کمشنر نے کی تھی۔ اس جلسہ میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں ہلاک ہونیوالوں کے پسماندگان اور زخمیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

سپین میں برطانیہ کے خلاف زبردست مظاہرے

میڈرڈ ۲۳ جنوری۔ سپین میں برطانیہ کے خلاف مظاہرے زور پکڑتے جا رہے ہیں۔ میڈرڈ میں ہزاروں طلبا نے بازاروں میں مظاہرہ کیا اور نعرے لگائے۔ "جبرالٹر سپین کا ہے"۔ "جبرالٹر سپین کو واپس دو"۔ میڈرڈ میں برطانوی سفارت خانہ پر بھی پتھر پھینکے گئے جس سے سفارت خانہ کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا۔ برطانوی ناظم الامور مقیم سپین نے برطانوی املاک کی حفاظت نہ کرنے پر حکومت سپین سے احتجاج کیا ہے۔

مسٹر ہیمرشولڈ اردن اور اسرائیل میں مصالحت کرائیں گے

نیویارک ۲۳ جنوری۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر ہیمرشولڈ نے اردن اور اسرائیل کے درمیان مصالحت کنندہ کی حیثیت سے اپنی خدمات باقاعدہ طور پر پیش کر دی ہیں۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ انہوں نے اسرائیل اور اردن میں براہ راست گفتگو کے لئے دونوں ملکوں سے جو درخواست کی ہوئی تھی۔ اردن نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا۔

— کراچی ۲۳ جنوری۔ پاکستان کی ساتویں سائنس کانفرنس کے انعقاد کے لئے حیدر آباد کو منتخب کیا گیا ہے۔ اس اجلاس کے لئے عارضی طور پر جنوری ۱۹۵۵ء کا تیسرا ہفتہ مقرر کیا گیا ہے۔

کوریا میں ہندوستانی فوج غیر جانبدار علاقہ میں پہنچ گئی

پن من جوم ۲۳ جنوری۔ کوریا میں جنگی قیدیوں کی نگرانی کرنے والی ہندوستانی فوج آدھی رات کو قیدیوں کے کیمپوں سے غیر جانبدار علاقہ میں چلی گئی۔ جو قیدی اپنے وطن واپس جانے سے انکاری تھے۔ اور ابھی تک کیمپوں میں موجود تھے ہندوستانی فوج انہیں وہیں چھوڑ گئی۔ اور کیمپوں کے پھاٹک کھول گئی۔ لیکن وہ قیدی اپنی جگہوں سے نہ ہٹے۔ اقوام متحدہ کی کمان نے کہا ہے کہ جن ۲۲ ہزار قیدیوں نے اپنے وطن واپس جانے سے انکار کیا تھا۔ اور ہندوستانی فوج نے انہیں اقوام متحدہ کی کمان کے حوالے کر دیا تھا انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ ہندوستانی فوج کا ایک حصہ ایک ماہ تک غیر جانبدار علاقہ میں رہے گا لیکن اکثر فوج جلد ہی واپس ہندوستان چلی جائیگی

حکومت جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی ہرگز برداشت نہیں کریگی

ڈھاکہ ۲۲ جنوری۔ مسلم لیگ کے رضاکار عبدالمالک جنہیں مخالف مسلم لیگی مظاہرین نے حملہ کر کے زخمی کر دیا تھا ہسپتال میں جا کر فوت ہو گئے ہیں۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے مخالفین کی اس حرکت کی سخت مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ تشدد جمہوری اصولوں کے خلاف ہے۔ اور اس سے تخریب پسندی کی بو آتی ہے انہوں نے متنبہ کیا ہے کہ سماج دشمن عناصر اپنی ایسی سرگرمیاں ختم کر دیں۔ کیونکہ حکومت جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی ہرگز برداشت نہیں کرے گی اپنے آبائی وطن بوگرا میں ایک تقریر کرتے ہوئے بھی مسٹر محمد علی نے مسٹر عبدالمالک کا ذکر کیا ہے۔

پاکستان میل کے المناک حادثہ پر

جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے ہمدردی اور تعزیت کا اظہار

کراچی ۲۳ جنوری۔ پاکستان میل کے خوفناک حادثہ پر جو عظیم قومی اور ملی نقصان وقوع پذیر ہوا ہے۔ اور کئی قیمتی جانیں زخمی اور ہلاک ہوگئی ہیں۔ اس پر اپنے دلی غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے کل جماعت احمدیہ کراچی نے ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان واقارب اور حکومت پاکستان سے ہمدردی اور تعزیت کی قرارداد پاس کی

کل بعد نماز جمعہ احمدیہ ہال میں جماعت احمدیہ کراچی کے ایک ہنگامی اجلاس میں مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے اس حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایک عظیم قومی اور ملکی نقصان قرار دیا۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ہماری قوم اور ملک کو آئندہ ایسے تمام حادثات سے محفوظ رکھے۔ اور بالخصوص اس حادثہ میں کام آنے والے دوستوں کے اعزا واقارب کا خود حامی وناصر اور کفیل ہو۔

لنڈن سے خرطوم تک فضائی پرواز کا نیا ریکارڈ

لنڈن ۲۳ جنوری۔ برطانیہ کے ایک کومٹ جٹ طیارہ نے لنڈن اور خرطوم کے درمیان پرواز کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس کومٹ جٹ طیارہ نے لنڈن سے خرطوم تک کا فاصلہ چھ گھنٹے چوبیس منٹ میں طے کیا۔ اس سے پہلا ریکارڈ سات گھنٹے کا تھا۔ اس طیارہ نے چار سو اسی میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کی ہے۔

عبدالقادر پرنٹر پبلشر نے آرٹ پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی

۲۴ صلح ۱۳۳۳ ہش

اسلامی اخلاق پیدا کرنے کی ضرورت

کہا جاتا ہے کہ مشرقی ممالک کوئی ترقی نہیں کر رہے ۔ مگر یہ لوگ اگر غور کریں ۔ تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ بناسپتی گھی کو خالص گھی بنا کر دکھا دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ۔ آپ بڑے بڑے شہروں لاہور سیالکوٹ گوجرانوالہ ۔ کراچی حیدرآباد میں دیکھیں گے کہ بعض دیہاتی عورتیں مٹی یا دھات کے برتن سر پر اٹھائے گھروں میں آگھستی ہیں اور خالص گھی پیش کرتی ہیں بھولے بھالے آدمی ان کی شکل و صورت سے دھوکا کھا کر خالص گھی کی قیمت پر ان کا گھی خرید لیتے ہیں ۔ کہ یہ گاؤں سے اپنے گھر کا گھی لیکر بیچنے آتی ہیں ۔ مگر واقف کار لوگ جانتے ہیں کہ جو گھی وہ بیچتی ہیں اس کا کارخانہ شہر ہی میں موجود ہوتا ہے ۔ اور وہ دیہاتی نما عورتیں کارخانہ دار کی ملازم ہوتی ہیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ اس کارخانہ میں بناسپتی گھی کو خالص گھی میں تبدیل کرنے کا کاروبار ہوتا ہے ۔ اس میں اصل گھی کی بساند کئی طریقوں سے پیدا کر لی جاتی ہے ۔ اور اس طرح دو تین روپیہ کی چیز چار پانچ روپیہ کو فروخت کر لی جاتی ہے

یہ تو ہم نے ایک مثال پیش کی ہے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا تاجر یورپ کے تاجر کے مقابلہ میں دیانت سے زیادہ عاری ہوتا ہے ۔ اور افسوس یہ ہے کہ جو اسلامی جماعتیں اسلامی ممالک میں آج بڑے زور شور سے حکومتوں کے تختے الٹنے کی کوشش کر رہی ہیں ۔ اور بیرونی طاقتوں سے ساز باز کرنے سے بھی نہیں چوکتیں خود اپنے ارکان کی ان بد عنوانیوں کو دور کرنے کے لئے کوئی اقدام لیتی ہوئی نظر نہیں آتیں ۔ اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کی بجائے ملک کے امن کو برباد کرنے پر اپنا تمام زور خرچ کر دیتی ہیں

صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب کی وہ تقریر جو آپ نے ربوہ کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں کی تھی المصلح میں بالاقساط شائع ہو چکی ہے ۔ اس تقریر کا عنوان "تجار کے متعلق اسلامی تعلیم ہے" جب ہم اس میں بعض مسلمان تاجروں کی دیانت عدل اور احسان کے حالات پڑھتے ہیں اور اپنے ملک کے موجودہ تجار کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم شرم سے پانی پانی ہو جاتے ہیں ۔ ذرا مسلمان تجار کے چند واقعات جو اس تقریر میں بیان کئے گئے ہیں ملاحظہ فرمائیں ۔

(۱) ایک مسلمان تاجر کے متعلق یہ واقعہ آتا ہے کہ اس نے گندم کی ایک کشتی برائے تجارت بصرہ بھیجی اور اپنے آڑھتی کو یہ ہدایت کی ۔ کہ جس روز بھی یہ گندم بصرہ پہنچے اسی روز منڈی کے بھاؤ اسے بیچ دیا جائے ۔ اور ایک دن کی بھی تاخیر نہ کی جائے ۔ مگر اس آڑھتی کو دوسرے تاجروں نے کہا ۔ کہ منڈی کے بھاؤ بڑھ رہے ہیں ۔ اگر تم ایک ہفتہ انتظار کرو ۔ تو بہت زیادہ نفع کماؤ گے ۔ سو اس نے ایسا ہی کیا ۔ اور زر کثیر نفع میں حاصل کیا ۔ جس کی اطلاع اس نے مالک گندم کو پہنچائی ۔ جس پر اس تاجر نے اسے جواب دیا ۔ کہ کاش مجھے نفع کم ملتا ۔ اور دین سلامت رہتا ۔ تم نے میری ہدایت کی خلاف ورزی کی ہے ۔ اور مجھے کسی صورت میں بھی یہ پسند نہیں ۔ کہ میں اپنے دین کو ضائع کر کے بہت سا نفع حاصل کروں ۔ اس لئے میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ جتنی بھی میری رقم تمہارے پاس اس فروخت کے سلسلے میں ہے ۔ وہ بصرہ کے غرباء میں بطور صدقہ تقسیم کر دو ۔ خدا کرے کہ اس کے بعد بھی خدا تعالےٰ کے ساتھ میرا معاملہ برابر ہو جائے ۔

(۲) تابعین میں سے ایک صاحب بصرہ میں تجارت کرتے تھے ۔ اور ان کا ایک غلام سوس میں رہتا تھا ۔ جو انہیں قند بھجوایا کرتا تھا ۔ ایک سال ان کے غلام نے انہیں لکھا ۔ کہ امسال یہاں گنے کی فصل خراب ہو گئی ہے ۔ اور قند کی قیمتیں بہت چڑھ جائیں گی ۔ جس پر انہوں نے بصرہ کے ایک اور تاجر سے جسے ابھی اس کا علم نہیں ہوا تھا ۔ بہت بڑی مقدار میں قند خرید لی اور چند ہی دنوں میں انہیں اس سودے میں تیس ہزار درہم کا فائدہ ہوا ۔ اس روز وہ ساری رات سوچتے رہے کہ کیا جو کچھ انہوں نے کیا اچھا کیا ۔ انہوں نے سوچا کہ میں نے تیس ہزار درہم کا نفع تو حاصل کر لیا ہے ۔ مگر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کی جو تعلیم دی گئی تھی ۔ ادھر سے تو میں گھاٹے ہی میں رہا ۔ . . . .

. . . . تو اگلے روز وہ اپنے تاجر بھائی کے پاس گئے ۔ اس کے ہاتھ پر تیس ہزار درہم رکھے اور کہا یہ مال تمہیں مبارک ہو ۔ انہوں نے پوچھا یہ مال میرا کہاں سے ہوا ؟ انہوں نے جواب دیا ۔ بات یہ ہے کہ منڈی کے بھاؤ بڑھ گئے تھے ۔ مگر میں نے تمہیں حقیقت حال بتائے بغیر یہ سودا کر لیا تھا ۔ اور تیس ہزار درہم نفع کمایا ۔ دوسرے تاجر نے کہا ۔ خدا کی رحمتیں ہوں تم پر ۔ اب تو تم نے حقیقت حال بتا دی ۔ اب یہ روپیہ تمہیں ہی مبارک ہو ۔ اس رات وہ پھر سو نہیں سکے اور سوچتے رہے کہ شرم کی وجہ سے میرے بھائی نے مجھ سے یہ روپیہ نہیں لیا ۔ اور میں نے خیر خواہی کا حق ادا نہیں کیا ۔ اگلے روز پھر اس کے ہاں گئے اور کہا تم خدا کی عافیت میں ہو یہ تمہارا ہے ۔ اور جب تک تم اسکو لے نہیں لوگے میرے دل سے اس کا بوجھ نہ اترے گا ۔ اور جب تک اس نے روپیہ نہ لیا وہ واپس نہیں آئے

(۳) یونس بن عبید کی مثال لیجئے جو کپڑے کے تاجر تھے اور مختلف قیمتوں کی پوشاکیں ان کی دوکان پر تھیں ۔ جن میں سے دو قسم کی پوشاکیں بہت ملتی جلتی تھیں ایک کی قیمت چار سو درہم اور دوسری کی دو سو درہم تھی ۔ ایک دن وہ جب نماز کے لئے گئے ۔ اور ان کا بھتیجا دوکان پر بیٹھا تھا ۔ کہ ایک دیہاتی آیا اور دو سو درہم والی پوشاک ۴۰۰ درہم میں خرید کر لے گیا ۔ نماز سے واپسی پر یونس نے اس دیہاتی کے پاس اپنی دوکان کی پوشاک دیکھی ۔ اور اس سے قیمت دریافت کی اس نے خوش ہو کر کہا ۴۰۰ درہم میں خریدی ہے ۔ یونس نے اس سے کہا اس کی قیمت ۲۰۰ درہم سے زائد نہیں ہے ۔ دیہاتی نے کہا ہمارے ہاں یہ پوشاک ۵۰۰ درہم میں ملتی ہے ۔ اور میں نے اسے خوشی سے ۴۰۰ درہم میں خریدا ہے ۔ یونس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ۔ اور زبردستی اسے دوکان پر لائے ۔ اور ۲۰۰ درہم اسے واپس کئے اور اپنے بھتیجے پر بہت ناراض ہوئے ۔ کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے ۔

(۴) ایک اور تاجر سری سقطی کے متعلق آتا ہے ۔ کہ انہوں نے بادام کی بوری ۶۰ درہم میں خریدی اور اپنی عادت کے مطابق ۵ فیصدی نفع کے حساب سے ۶۳ درہم قیمت فروخت مقرر کی ۔ اتنے میں ایک دلال ان کے پاس آیا اور پوچھا بادام کی بوری آپ کتنے میں دیتے ہیں ۔ انہوں نے کہا ۶۳ درہم میں اس نے جواب دیا کہ میں اسے ۹۰ درہم سے کم قیمت پر لینے کے لئے تیار نہیں ۔ کیونکہ اس وقت منڈی میں تھوک کا یہی بھاؤ ہے ۔ انہوں نے کہا میں اسے ۶۳ درہم سے زائد پر بیچنے کے لئے تیار نہیں ۔ کیونکہ اسی قیمت میں میرا مناسب نفع ہے ۔ چنانچہ ان کا سودا نہیں ہو سکا ۔

اگر "اسلامی قانون" کے نعرے لگانے والی جماعتیں مسلمانوں میں چند ہزار اس قسم کے تاجر پیدا کر دیں تو ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اسلامی دنیا ہی میں نہیں ۔ بلکہ تمام دنیا میں اسلامی حکومت یا خدا کی بادشاہت قائم ہو جائے گی ۔ اور انہیں اسلامی ملکوں میں بے چینی اور سازشیں کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی ۔ مگر . . .

جماعت کے سیکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ کریں

جنوری ۵۴ء سے نیا سال شروع ہو چکا ہے ۔ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے فردی ہدایات اخبار "المصلح" کراچی کی معرفت نیز امراء اور صدر صاحبان کی وساطت سے احباب جماعت کو بھجوائی جا رہی ہیں ۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت امراء اور صدر صاحبان سے ہدایات لیکر اور ان سے تعاون کرتے ہوئے انہیں عملی جامہ پہنائیں ۔ اور ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک رپورٹ ماہواری بھجوایا کریں ۔ اگر کسی جماعت کے پاس رپورٹ فارم نہ ہوں ۔ تو نظارت ہذا کو لکھکر منگوالے ۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

امراء جماعتہائے احمدیہ کی فوری توجہ کیلئے

گذشتہ دنوں امراء اضلاع کے نام ان کے ضلع کی جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے صدران کی فہرست بھیجی گئی تھی ۔ اور لکھا گیا تھا ۔ کہ ان کے بالمقابل سیکرٹریان تبلیغ کے نام اور مکمل پتہ جات کا اندراج کر کے فہرست نظارت ہذا میں بھیجدیں ۔ مگر اس وقت مطلوبہ فہرست سوائے چند ایک کے کسی نے نہیں بھیجی ——— امراء صاحبان مہربانی فرما کر توجہ فرمائیں ۔ اور بعد تکمیل فہرست نظارت ہذا میں جلد از جلد ارسال فرما دیں ممنون ہوں گا ۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان توجہ فرمائیں

تمام امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت احمدیہ مہربانی فرما کر جماعت کے طلبہ کے بارے میں مندرجہ ذیل کوائف ارسال فرما دیں ۔

(۱) جو لڑکے میٹرک یا ایف اے یا بی اے وغیرہ کا امتحان آئندہ دینے والے ہیں ۔ ان کے نام ۔ ولدیت ۔ سکونت ۔ کلاس ۔ نام کالج یا سکول ۔ موجودہ کلاس پاس کرنے کے بعد کیا کرنے کا ارادہ ہے ۔ ملازمت یا اعلیٰ تعلیم ۔ کس قسم کی ملازمت یا تعلیم ؟

(۲) جو لڑکے پچھلے میٹرک یا ایف اے یا بی اے وغیرہ میں پاس ہوئے ۔ ان کی فہرست یعنی نام ۔ ولدیت سکونت ۔ نام کالج یا سکول جس میں زیر تعلیم ہیں یا ملازمت جو اختیار کر رکھی ہے ۔

(۳) کون کونسے احباب کس کس امتحان مقابلہ میں بیٹھے اور کیا نتیجہ رہا ؟

(۴) تکنیکی و صنعتی و پیشہ وارانہ اداروں میں زیر تعلیم احباب کی فہرست

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

درخواست دُعا

میری اہلیہ ابھی تک صحت یاب نہیں ہوئیں ۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

(ماسٹر خدا بخش فرم خواجہ اینڈ کو غلہ منڈی سرگودہا)

عرب ممالک کے باشندے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں

کیونکہ

آپ اقوام متحدہ میں بھی اور اس کے باہر بھی عرب مفادات کی حفاظت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں

وہ معترف ہیں کہ آپ کی بدولت پاکستان نے اقوام متحدہ میں قابلِ رشک پوزیشن حاصل کر لی ہے

عرب ممالک میں چودھری محمد ظفر اللہ خاں کے حالیہ دورے کے متعلق "ڈان" کے نامہ نگارِ خصوصی مقیم دمشق کا مکتوب

وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے پچھلے دنوں امریکہ سے کراچی واپس تشریف لاتے ہوئے مشرق وسطی کے متعدد ممالک کا دورہ کیا تھا۔ اردن اور شام میں آپ کی آمد پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اور وہاں جس گرمجوشی و خلوص کے ساتھ آپ کا استقبال ہوا۔ اس کے ضمن میں دنیائے عرب کے باشندوں کے جذبات کی عکاسی روزنامہ "ڈان" کراچی کے نامہ نگار خصوصی مقیم دمشق مسٹر الیف کہ دوش نے ایک مکتوب میں کی ہے۔ جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے :

مسعود احمد

پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اردن کا دو روزہ دورہ کرنے کے بعد اعلان کیا کہ قبیہ میں میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ اس سے میرا یہ یقین اور بھی زیادہ پختہ ہو گیا ہے کہ عربوں کے اس گاؤں پر پچھلے دنوں جو حملہ ہوا۔ وہ باقاعدہ مسلح افواج نے ہی کیا تھا۔

اردن میں دو روزہ قیام کے دوران میں چوہدری صاحب موصوف بنفس نفیس قبیہ تشریف لے گئے۔ نیز آپ نے وہاں معاہدہ صلح کی سرحد اور اس کے ملحقہ علاقوں کا بھی دورہ کیا۔ آپ نے قبیہ کے ان دیہاتی باشندوں سے خطاب کرتے ہوئے جو اپنے معزز و ممتاز مہمان کو خوش آمدید کہنے اور اپنی حالت زار بیان کرنے کے لئے وہاں آ جمع ہوئے تھے فرمایا

"میں ان عظیم روحوں کو جو ناقابل تسخیر عزم سے لبریز ہیں سلام کہتا ہوں۔ آپ لوگ یہودیوں کے وحشیانہ حملہ کے باوجود اپنے گاؤں میں ڈٹے رہے۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آج آپ کو سب سے زیادہ باعزت جگہ میں مقیم رہنے کا شرف حاصل ہے کیونکہ دنیائے عرب اور عالم اسلام کی سب سے اگلی دفاعی لائن یہی سرزمین ہے۔ میں آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ متحد رہیں اور باہمی محبت و اخوت اور حقیقی تعاون کے جذبہ کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں۔"

اہلِ قبیہ کی طرف سے اظہار تشکر

اس گاؤں کے نمبردار نے جو وہاں "مختار" کہلاتا ہے جواباً عرض کیا۔

آپ کی محبت نے ہمارے دلوں کو تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ آپ ہی کی ذات والا صفات تھی۔ کہ جس نے حملہ آوروں کو چیلنج کیا اور دنیا کو قبیہ کے قتل عام اور ان مصائب مالا یطاق سے آگاہ فرمایا۔ کہ جو بلا وجہ ہم پر توڑے گئے۔ ہم ان شہیدوں کے نام پر کہ جن کے خون ناحق سے یہ زمین سیراب ہوئی ہے آپ کے روبرو عہد کرتے ہیں کہ ہم بدستور یہیں ڈٹے رہیں گے۔ اور کسی حال میں بھی اپنے گاؤں کو نہیں چھوڑیں گے۔"

قبیہ کا گاؤں دیکھنے کے بعد چوہدری محمد ظفر اللہ خاں مسجد عمر اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں مختلف فرقوں اور جماعتوں کے ممتاز مذہبی راہنماؤں نے آپ کا استقبال کیا۔ بعد میں اسی روز دوپہر کو بیت المقدس کے ڈسٹرکٹ کمشنر حسن الخطیب نے آپ کے اعزاز میں دعوتِ طعام کا اہتمام کیا

صلح کی پیشکش اور اسرائیل

اس تقریب میں تقریر کرتے ہوئے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے یہودیوں کی ان مساعی کو سخت قابل اعتراض ٹھہرایا جن کا مقصد اردن کو صلح پر مجبور کرنا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے اس امر کا ذکر فرمایا کہ اسرائیل صلح تو چاہتا ہے۔ لیکن قبیہ کے قتل عام اور اسی قسم کے دیگر جارحانہ اقدامات کے ذریعہ —— آپ نے فرمایا جو شخص بھی صلح کا خواہشمند ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ پہلے اپنی خیر سگالی کا ثبوت دے کیا اسرائیل نے اس قسم کی خیر سگالی کا ثبوت دیا ہے؟ اس سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا اسرائیل کی طرف سے اس کا جواب ہمیشہ نفی میں ملا ہے۔ اسرائیلی حکام کا کہنا ہے کہ یہودی نو آبادکاروں میں سے کچھ لوگ اس حملے کے ذمہ دار تھے۔ گو یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ حملہ باقاعدہ اسرائیلی فوجوں ہی نے کیا تھا۔ پھر بھی اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ اسرائیلی حکام کا یہ بیان درست ہے۔ تو ایسی صورت میں سوال پیدا ہو گا۔ کہ کیا اسرائیلی حکام نے ان نو آبادکاروں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ کہ جو اس قتل عام کے ذمہ دار تھے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت اسرائیل نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ بلکہ اس نے تو ایسے لوگوں پر مقدمہ چلانے سے بھی انکار کر دیا۔

عمّان میں پُرتپاک خیر مقدم

عمان میں وہاں کے جواں سال حکمران ہز میجسٹی شاہ حسین نے پاکستان کے نامور مدبر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا۔ جہاں آپ کو نہایت گرمجوشی سے خوش آمدید کہا گیا۔

کراچی روانہ ہونے سے قبل آپ نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ آپ اردن میں قومی رضاکاروں کی تنظیم سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے قومی رضاکاروں کی تحریک منظم کرنے سے متعلق حکومت اردن کے اقدام کو بہت سراہا۔

یہاں کے سیاسی حلقوں نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا خیر سگالی مشن بہت کامیاب رہا ہے کیونکہ اس دورے کے ذریعہ آپ نے اپنی حکومت اور عرب ملکوں کے درمیان تعاون کو فروغ دینے کے نئے نئے راستے کھول دیئے ہیں چوہدری صاحب موصوف نے ان افواہوں کی بھی پرزور تردید فرمائی۔ کہ آپ کے دورے کا تعلق مشرق وسطی میں کسی دفاعی تنظیم کے قیام یا ایک تیسرے بلاک کی تشکیل سے ہے۔ تاکہ مشرق و مغرب کے درمیان توازن قائم رکھا جا سکے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اس امر پر زور دیا کہ وہ نہ تو مشرق وسطی کے لئے کسی دفاعی تنظیم کے سلسلے میں کوشاں ہیں اور نہ ہی کسی تیسرے بلاک کی تشکیل ان کے مدنظر ہے۔

بے مثال خدمات کا اعتراف

دنیائے عرب کے باشندے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ کیونکہ آپ اقوام متحدہ کے مختلف اداروں میں بھی اور اس کے باہر بھی عرب مفادات کی حفاظت میں ہمیشہ ہی پیش پیش رہے ہیں علاوہ ازیں وہ پاکستان کے سفارتی نمائندوں کی ان مساعی کو بھی بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں جو انہوں نے برطانوی مصری جھگڑے میں طرفین کو ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سمجھانے اور انہیں ایک دوسرے کے قریب لانے میں سرانجام دی ہیں۔

پاکستان نے معرض وجود میں آنے کے بعد چند سال میں ہی جو ترقی کی ہے۔ عرب باشندے حقیقت الامر کے طور پر اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتے وہ معترف ہیں کہ ان عظیم اور خطرناک مسائل کے باوجود جن سے اس نئی

مملکت کو معرض وجود میں آتے ہی دوچار ہونا پڑا۔ پاکستان روز بروز مستحکم سے مستحکم تر ہوتا چلا گیا۔ اور اس طرح ترقی کے ان منصوبوں کو بھی عملی جامہ پہنانے کے قابل بن گیا۔ کہ جن کا مقصد عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہے اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان نے اقوام متحدہ کے ممبر ممالک میں قابل رشک پوزیشن حاصل کر لی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ تاریخی اور مذہبی روابط اور مشترک قومی امنگوں کی بناء پر پاکستان عرب ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو اور زیادہ مضبوط بنانے کی ہمیشہ ہی کوشش کرتا رہے گا۔

فلسطین کا سانحۂ عظیم

دمشق کے ایک روزنامہ "التحریر العربی" نے اس گفت و شنید کے بعض حصے شائع کئے ہیں۔ جو پچھلے دنوں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں اور عرب مہاجرین کے ایک نمائندہ وفد کے درمیان ہوئی تھی۔ اخبار نے لکھا ہے کہ وزیر خارجہ نے اراکین وفد کو بتایا کہ بیت المقدس پر تو یہودی خطرہ منڈلا رہا ہے لیکن خود حجاز بھی اس خطرے سے باہر نہیں ہے۔ گو اردن کو جو خطرہ لاحق ہے وہ فوری نوعیت کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا کہ اسلام کو اس زمانہ میں جس عظیم ترین سانحہ سے دوچار ہونا پڑا ہے وہ فلسطین ہی کا مسئلہ ہے۔ اس ضمن میں آپ نے مسلمانوں کو ہر طرح سے تیار رہنے اور اپنے آپ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے دوبارہ زور دیا کہ وہ ان چاروں عرب ممالک کی طاقت کو جو اسرائیل کے پڑوس میں واقع ہیں مجتمع کرنے کی کوشش کریں۔ ایسی صورت میں مسلم ممالک اور دیگر مشرقی طاقتیں ان چاروں ملکوں کے ساتھ موثر طریق پر تعاون کرنے کے قابل ہو سکیں گی۔

آپ نے عربوں کو پروپیگنڈے کا نظام وسیع کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ حقائق کا سامنا کرنے میں کوئی باک نہیں ہونی چاہیئے۔

(روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۴ء)

قانونِ وراثت کے متعلق اصولی ہدایات

(بقیہ صفحہ ۵)

اخراجات کی ذمہ داری بھی تو ہوتی ہے۔

کلالہ کے متعلق قرآن مجید کی ہدایات

اکثر علماء کے نزدیک کلالہ اس میت کو کہتے ہیں۔ (مرد ہو یا عورت) جس کی بوقت وفات نہ اصل ہو۔ نہ نسل۔ یعنی اس کے نہ باپ دادا زندہ ہوں۔ نہ اولاد زندہ ہو۔ پس ایسا شخص جو کلالہ ہونے کی حالت میں وفات پائے۔ اس کے ورثاء کے حصص کے متعلق قرآن پاک میں دو جگہ ذکر آیا ہے۔

سورۂ نساء رکوع ۲ میں جہاں کلالہ کا ذکر آیا ہے۔ وہاں اس کے ورثاء کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات ہیں۔

اول:۔ اگر کوئی شخص کلالہ ہونے کی صورت میں مر جائے۔ اور اس کا صرف ایک بھائی یا بہن (اخیافی یعنی صرف ماں کی طرف سے بھائی اور بہن) ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک کو متروکہ کا چھٹا حصہ ملے گا۔ دوم اگر وہ بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں۔ تو وہ تہائی مال میں وہ سب شریک ہوں گے۔ اور پھر وصیت اور ادائیگی قرضہ کے بعد جو مال باقی رہے گا۔ وہ بیت المال کا حق ہوگا۔

پھر اسی سورہ نساء کے آخری رکوع میں کلالہ کے ورثاء یعنی اس کے بھائی اور بہنوں (اخیافی یا علاتی یعنی ماں و باپ یا صرف باپ کی طرف سے بھائی اور بہن) کے لئے تقسیم ورثہ اور رنگ میں بیان ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر کلالہ کی ایک بہن وارث ہو۔ تو کل مال کا نصف حصہ اس کو ملے گا۔ اور دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں۔ تو کل مال کے دو تہائی حصوں کی حقدار ہوں گی۔

اور اگر کلالہ کے وارث صرف بھائی ہوں۔ ایک یا زیادہ۔ تو اس صورت میں کل متروکہ جائیداد ان کو ملے گی۔ اور اگر کلالہ کے مرنے کے بعد اس کے زندہ بھائی اور بہنیں ملے جلے ہوں۔ تو سارا ورثہ مرد کو عورت سے دوچند حصہ دیکر تقسیم ہوگا۔

خلاصۂ کلام

قرآن مجید کے رو سے وراثت کے قانون کا یہ مختصر سا خاکہ ہے۔ اس علم پر بہت طویل تصنیفات موجود ہیں۔ تاہم آپ اسی مختصر بیان سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ قرآن مجید نے کس پُر حکمت طریق پر مسئلہ وراثت کو بیان فرمایا ہے۔ اسلام کا مسئلہ وراثت جہاں حقدار کو اس کا حق دلاتا ہے۔ وہاں وہ انسانی تمدن اور انسانی قابلیتوں کے بدترین دشمن یعنی سرمایہ دارانہ نظام کا بھی خاتمہ کرتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(بشکریہ "الفرقان")

مغربی اقوام بالآخر اسلام کی حقانیت کی قائل ہو جائینگی

احمدیہ مشن لنڈن کی ایک تقریب میں احمدی مبلغین کا اظہار خیال

نئے آنیوالے مبلغین کے اعزاز میں مشن کی طرف سے دعوت

(از مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب)

لنڈن مشن میں نئے آنے والے مبلغین کے اعزاز میں ۱۳ دسمبر ۱۹۵۳ء کو ایک دعوت چائے کا انتظام کیا گیا۔ احمدی احباب کے علاوہ کئی مسلم دوست بھی مدعو تھے چائے سے قبل مکرم امام صاحب نے حاضرین سے مبلغین حضرات کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اس وقت ہمارے دوسرے مبلغین بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مولوی فاضل ہیں۔ جو بلاد عربیہ کے علاوہ لنڈن میں بھی کچھ عرصہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور پھر آپ نے عرصہ دس سال تک سیرالیون مغربی افریقہ میں فریضۂ تبلیغ ادا کیا ہے۔ اب آپ تیسری بار افریقہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور اکثر دوست آپ سے پہلے ہی متعارف ہوں گے۔ ان کے علاوہ مکرم قریشی محمد افضل صاحب مولوی فاضل ہیں۔ جو گولڈ کوسٹ تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ اس سے قبل نائیجیریا میں پانچ سال تک تبلیغ کا کام کر چکے ہیں۔ اور اب آپ نے گولڈ کوسٹ مشن کا چارج لینا ہے۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ ایک اور مبلغ مکرم مولود احمد خاں صاحب بی۔ اے بھی پاکستان سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ امام صاحب موصوف نے فرمایا کہ گو جسمانی طور پر یہ پتلے دبلے ہیں۔ لیکن طبعی رجحان اور دماغی صلاحیتوں کے پیش نظر تبلیغ کے لئے کافی موزوں ہیں۔ میں ان کے والد صاحب اور دوسرے بھائیوں کو قریباً دس سال سے جانتا ہوں۔ جبکہ وقف میں آنے سے قبل میں بھی دہلی میں ہوا کرتا تھا۔ جہاں کے یہ رہنے والے ہیں۔ یہ سب بھائی شروع سے ہی دینی کاموں میں حصہ لیتے تھے امام صاحب نے فرمایا۔ کہ لنڈن میں کچھ عرصہ قیام کے بعد انہوں نے سوئٹزرلینڈ جانا ہے۔ لیکن میری خواہش ہے۔ کہ یہ لنڈن میں زیادہ سے زیادہ رہیں۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد صدیق صاحب نے سیرالیون کے تبلیغی حالات سنائے۔ سب سے پہلے آپ نے اپنی ایک نظم سیرالیون کے متعلق سنائی اس کے بعد ان مشکلات کا ذکر کیا۔ جو تبلیغ کے راستہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کس طرح ہمارے مبلغین کلمہ حق کو پہنچانے میں مصروف ہیں۔ مولوی صاحب کی نظم کا ملخص مکرم امام صاحب نے انگریزی زبان میں پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم قریشی محمد افضل صاحب نے نائیجیریا کے حالات بیان کئے آپ نے افریقہ میں جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہماری ترقی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں وہاں جماعت کے اپنے سکولز اور کالجز ہیں۔ اور اب نائیجیریا میں اپنا پریس بھی ہے۔ اور وہاں سے پندرہ روزہ انگریزی میں ایک اخبار شائع ہوتا ہے۔ اس کے بعد مکرم مولود احمد خاں صاحب نے تقریر کی آپ نے کہا۔ کہ میں پہلی بار لنڈن آیا ہوں۔ اور آئے ہوئے اگرچہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ لیکن پھر بھی یہاں کے اخبارات اور رسائل کے مطالعہ سے مجھے اور بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ یورپ نے ضرور اسلام کو قبول کر لینا ہے۔ آپ نے Manchester Guardian اخبار اور پروفیسر ڈاکٹر ارنلڈ ٹائن بی اور لارڈ سموئیل کی تازہ تحریرات سے متعدد حوالجات پڑھ کر سنائے۔ جن میں موجودہ تہذیب کے نقائص کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اور ایک اور روحانی انقلاب کی پُر زور تائید کی گئی ہے۔ اور موجودہ عیسائیت کو ناکافی اور غیر مکمل کہا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جس وقت بانی سلسلہ احمدیہ نے آنے والے روحانی انقلاب کا اعلان کیا۔ اس وقت یورپ اپنی مادی ترقی پر اس قدر نازاں تھا۔ کہ روحانیت کا ذکر ہی فضول سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اتنی جلدی ہی یہ تبدیلی اور ذہنی تغیر آنے والے بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ اور مغربی اقوام بھی بالآخر اسلام کی حقانیت کی قائل ہو جائیں گی۔ اس کے بعد امام صاحب مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے فرمایا۔ کہ وہ انقلاب جس کا مقرر نے ذکر کیا ہے وہ ہوگا تو ضرور۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس میں وقت ہمارے اندازے سے زیادہ لگے۔ بہر حال مسیح علیہ السلام کو دنیا نے پہلی بعثت میں قبول نہ کیا۔ لیکن بعد میں اس قدر مانا۔ کہ اصل مقام سے بھی ان کو اونچا کر دیا۔ اب مسیح کی دوسری بعثت کا اولین دور ہے۔ دنیا حسب سابق لیت و لعل کر رہی ہے۔ لیکن ایک دن ضرور قبول کریگی۔ اس کے بعد حاضرین کو چائے پیش کی گئی۔

یہاں کے پریس میں اس تقریب کا جو ذکر ہوا۔ اس کا ترجمہ پیش ہے۔

امام مسجد لنڈن کی طرف سے مبلغین کا استقبال

امام مسجد لنڈن مسٹر زیڈ۔ اے باجوہ نے اپنے مرکز میلروز روڈ ساؤتھ فیلڈز میں بروز اتوار تین مبلغین اسلام کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی۔ جن میں سے دو تو برٹش مقبوضات (ویسٹ افریقہ) جا رہے ہیں۔ اور تیسرے سوئٹزرلینڈ۔ قریشی محمد افضل صاحب گولڈ کوسٹ میں اسلامی مشن کا چارج لیں گے۔ اور مولوی محمد صدیق صاحب واپس سیرالیون جا رہے ہیں۔ جہاں وہ پہلے ہی دس سال تبلیغی کام کر چکے ہیں۔ نوجوان مولود احمد خاں جو انڈین یونیورسٹی کا ایک گریجوایٹ ہے۔ زیورک مشن کا چارج لینے سے قبل چھ ماہ لنڈن بطور نائب امام مسجد لنڈن کام کریں گے۔ یہ تینوں مبلغین پاکستان سے تشریف لائے ہیں۔ ساؤتھ ویسٹرن سٹار مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۳ء۔

قرآن پاک میں قانون وراثت کے متعلق اصولی ہدایات

(از جناب مولانا ارجمند خان صاحب پروفیسر دینیات تعلیم الاسلام کالج لاہور)

تمہید:۔ اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ کہ اس نے عاجز بندوں کی رہنمائی اور علاج کے لئے قرآن مجید کے ذریعہ زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق اصولی ہدایات نازل فرمائی ہیں۔ حتیٰ کہ حقوق بعد الممات کے بارے میں بھی واضح قرآنی احکام موجود ہیں۔

مثلاً اگر ایک طرف دنیوی زندگی میں حقوق الزوجین کے بارے میں ولھنّ مثل الذی علیھنّ بالمعروف کا ارشاد موجود ہے جس میں خاوند کے بیوی پر اور بیوی کے خاوند پر حقوق کا ذکر ہے۔ تو دوسری طرف یہ اصولی ہدایت بھی موجود ہے کہ بیوی کے مرنے کے بعد جس طرح خاوند ورثہ پانے کا حقدار ہے اسی طرح بیوی کو بھی اپنے شوہر کے متروکہ مال میں سے حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔

اب میں اس مختصر تمہید کے بعد اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ورثہ کے معنی اور ورثہ کی قسمیں

وفات یافتہ (میت) شخص کا وہ متروکہ مال جو اس کے پسماندگان میں قرآنی ہدایات کے مطابق بحصہ رسدی تقسیم کیا جاتا ہے ورثہ کہلاتا ہے۔

وارثوں کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو علم میراث کی اصطلاح میں ذوی الفروض کہلاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جن کو عصبہ کہتے ہیں۔

ذوی الفروض وہ ورثاء ہیں۔ جن کے معین حصے قرآن پاک میں مذکور ہیں۔

اور عصبہ وہ وارث ہیں۔ جو میت کے جدی اور خونی رشتہ دار و اقارب ہوں۔ وہ سارے باقی مال کے وارث ہوتے ہیں۔ عصبہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ مرد ہو۔ اور تنہا عورت عصبہ نہیں ہوسکتی۔ ہاں اگر مرد عصبہ کے ساتھ کوئی عورت شریک ہو۔ تو وہ بھی اس مرد کی وجہ سے عصبہ بنے گی۔ مثلاً اگر میت کے بیٹے کے ساتھ میت کی لڑکی بھی ہو۔ تو وہ لڑکی بھی عصبہ بنے گی۔ اور اگر لڑکی تنہا ہو۔ تو وہ ذوی الفروض میں شمار ہوگی۔ عصبہ نہ ہوگی۔

عصبہ وارث کی دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ جو مال متروکہ ذوی الفروض کے حصوں سے اور وصیت و قرض کی ادائیگی سے بچے، وہ تمام کا تمام مال ان ورثاء کو ملتا ہے۔ جو عصبہ کہلاتے ہیں۔

وراثت کے متعلق قرآن مجید کی پہلی اصولی ہدایات

وراثت کا مضمون سورۃ النساء رکوع ۲ اور ۲ میں تفصیلی ہدایات کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اس بارے میں پہلی اصولی ہدایت یہ ہے۔ کہ کسی وفات یافتہ شخص کی جائیداد میں سے جس طرح اس کے قریبی رشتہ دار مردوں کو حصے ملتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی درجہ بدرجہ اس ورثہ میں حقدار ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآنی قانونِ شریعت کی رو سے عورت بھی مرد کے ساتھ شریکِ ورثہ ہے۔ اور محروم الارث نہیں۔

قرآن پاک کی اصولی ہدایات میں یہ ایک ایسی زرّیں اصل ہے۔ جس کے ذریعہ وراثت کے متعلق عورتوں کے تمام واجبی حقوق کی حفاظت کا انتظام فرمائی گئی ہے۔ اور اس سے مرد اور عورت دونوں صنفوں کے درمیان مساوات اور انصاف کی ایک مستحکم بنیاد ڈالی گئی ہے۔ حالانکہ اہلِ عرب کے قدیم رواج کے مطابق ورثہ میں سے کوئی حصہ عورتوں کو نہیں ملتا تھا۔ حصہ ملنا تو کجا یہ مظلوم طبقۂ اناث اس وقت تو ایک مالِ ورثہ کے طور پر مردوں کے تصرف میں آتا تھا۔ اس خیال نے ہدایت نے ایک دیرینہ اور ظالمانہ رسم کو موقوف فرما کر عورت کو مرد کے ساتھ ورثہ لینے میں قانونی طور پر حصہ دار قرار دیا۔

قرآن کریم کی بے شمار امتیازی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ اسکی تعلیم نے عورتوں کے تمام حقوق کی (ورثہ کے متعلق ہوں یا دیگر امور کے متعلق) پوری پوری حفاظت فرمائی ہے۔ ایسی حفاظت جس کی نظیر دنیا کی کسی مذہبی یا غیر مذہبی کتاب میں نہیں مل سکتی۔

وراثت کی بناء تین قسم کے تعلقات ہیں

قرآن مجید نے اصل میں استحقاقِ وراثت کی بنیاد مندرجہ ذیل تعلقات پر رکھی ہے:۔

اول۔ وہ تعلق قرابت جو میت کو اپنی نسل (اولاد) سے ہوتا ہے۔

دوم:۔ وہ تعلقِ قرابت جو میت کو اپنی اصل (والدین) سے ہوتا ہے۔

سوم:۔ تعلقِ زوجیت جو خاوند اور بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔

ان تین قسم کے ورثاء کو ایک ہی وقت میں میت کے متروکہ مال میں سے ورثہ کا حق حاصل ہے۔ اور ان میں کوئی دوسرے کے حق میں روک نہیں بنتا۔ مثلاً اگر زید نامی شخص وفات پائے۔ اور اس کے بعد اس کی بیوی ہو۔ ماں۔ باپ ہوں۔ اور اولاد ہو تو تینوں قسم کے وارثوں کو ورثہ میں سے مقررہ حصہ ملے گا۔ اور ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی موجودگی میں محروم الارث نہ ہوگا۔

ایک اور بات بھی یہاں سے معلوم ہوتی ہے کہ جہاں میت اور وارث کے درمیان خونی قرابت کا تعلق ہے۔ جیسا کہ میت اور اسکی اولاد کے درمیان ہوتا ہے۔ اس صورت میں ان زیادہ قرب رکھنے والے وارثوں کی موجودگی میں کسی اور قریب کو ورثہ نہیں ملے گا۔ ہاں ان کی عدم موجودگی میں ان کے توسط سے دوسرے درجہ کے اقارب کی طرف ورثہ منتقل ہو جائے گا۔ مثلاً میت کے باپ کی موجودگی میں دادا کو ورثہ نہیں مل سکتا۔ اور نہ ہی میت کے بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو ورثہ ملنے کا کوئی سوال موجود ہے۔ گویا اس کی بنیاد الاقرب ثم الاقرب کے قول پر ہے۔ یعنی جو رشتہ دار میت کے زیادہ قریب ہے۔ وہی ورثہ لینے میں زیادہ مستحق ہے۔

اور جہاں تعلقِ زوجیت کی بناء پر ورثہ ملتا ہے۔ جیسا کہ خاوند کے مرنے پر بیوی کو اور بیوی کے مرنے پر خاوند کو ورثہ ملتا ہے۔ تو اس صورت میں استحقاقِ وراثت زوجین تک محدود ہوتا ہے۔ ان کے واسطے سے کسی اور رشتہ دار کو ورثہ نہیں مل سکتا۔ مثلاً اگر خاوند کے مرنے کے بعد بیوی زندہ ہو۔ تو خاوند کے ورثہ میں سے ایک مقررہ حصہ اس کو ملے گا۔ اور اسی طرح خاوند کو بیوی کے بعد اپنا مقررہ حصہ ورثہ میں ملے گا۔ مگر یہ نہیں۔ کہ خاوند کے مرنے کے بعد اگر بیوی زندہ نہ ہو۔ تو بیوی کے ماں باپ، کو اس کا وہ حصہ منتقل ہو جائے۔ یا بجائے خاوند کے خاوند کے ماں باپ کو بیوی کے ورثہ میں سے کچھ ملے۔

اب تین قسموں کے ورثاء کی مختلف حالتیں ہیں۔ ہر ایک حالت کے متعلق قرآن کریم نے جدا جدا ہدایت فرمائی ہے۔

قسم اول کے ورثاء کی چار حالتیں اور ان کے متعلق ہدایات

اولاد کے وارث ہونے کی صورت میں اگر میت کے لڑکے اور لڑکیاں دونوں موجود ہوں۔ تو ان میں تقسیم ورثہ کے لئے یہ ہدایت اور قانون ہے۔ کہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوچند ہو۔ اور اگر صرف لڑکے ہوں۔ تو برابر طور پر ساری جائیداد ان میں تقسیم کی جائے۔ (گو یہ مؤخر الذکر پہلو قرآن مجید میں صراحتاً مذکور نہیں۔ لیکن اسلوب قرآن مجید سے یہی ہدایت معلوم ہوتی ہے۔) اور اگر صرف لڑکیاں وارث ہوں۔ تو اگر ایک لڑکی ہو۔ تو کل جائیداد کے نصف کی وہ لڑکی مالک ہوگی۔ اور باقی مال میت کے دُور کے رشتہ داروں کو دیا جائیگا۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں۔ تو وہ سب مساوی طور پر دو تہائی جائیداد لیں گی۔ اور باقی ایک تہائی دُور کے رشتہ داروں کو ملے گی۔

(نوٹ) مذکورہ بالا طریقِ تقسیم صرف اس حالت میں ہے۔ جہاں اولاد کے ساتھ میت کے ماں باپ شوہر یا بیوی ورثہ لینے والے نہیں۔

قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق ماں باپ کی وراثت کی صورتیں

قرآن کریم کی رو سے ماں باپ کی وراثت کی تین صورتیں ہیں۔ اور ہر صورت کے متعلق الگ الگ ہدایت ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے۔ کہ میت کے وارث ماں باپ ہوں۔ اور ان کے علاوہ اولاد بھی وارث ہو۔ اس صورت میں ماں اور باپ میں سے ہر ایک کو متروکہ جائیداد کا چھٹا حصہ ملے گا۔ اور باقی تمام مال اولاد کو دیا جائیگا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے۔ کہ میت کے ماں باپ ہوں اور اولاد کوئی نہ ہو۔ اس صورت میں ماں کو ایک تہائی مال ملے گا۔ اور باقی دو تہائی باپ کو (بوجہ عصبہ ہونے کے) ملے گا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے۔ کہ ماں باپ کے ساتھ اولاد نہ ہو۔ مگر میت کے بھائی ہوں۔ اس حالت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اکثر علماء کے نزدیک باقی سارا مال باپ کو ملے گا۔

سوم قسم ورثاء کے حصص کا بیان

وہ ورثاء جو تعلق زوجیت کی بناء پر ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔ نہ کہ خونی قرابت کی بناء پر ان کی مندرجہ ذیل چار حالتیں ہیں۔

اوّل۔ اگر وفات یافتہ بیوی کی اولاد زندہ ہو۔ اور خاوند بھی ہو۔ تو خاوند کو اپنی بیوی کی جائیداد میں سے چوتھا حصہ ملے گا۔ **دوم**:۔ اگر وفات یافتہ بیوی کی اولاد موجود نہیں۔ تو خاوند کو کل مال کا نصف ملے گا۔ **سوم** اگر شوہر مرگیا ہو، اور اسکی اولاد موجود ہو۔ اور اس کی بیوی بھی زندہ ہو تو اس حالت میں بیوی کو کل مال متروکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا۔ **چہارم**:۔ اور اگر متوفی شوہر کی اولاد موجود نہ ہو۔ تو بیوی کو کل جائیداد شوہر سے چوتھا حصہ ملے گا۔

تقسیم ورثہ کے متعلق ایک اور محکم اصول

قرآن کریم نے تقسیم ورثہ کے متعلق ایک اور محکم اصول بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے تقسیم ورثہ اور حصص ورثاء کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں یہ تاکیدی حکم بھی موجود ہے۔ کہ تقسیم ترکہ سے قبل وارثوں پر تعمیلِ وصیت اور ادائیگی قرض ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں چونکہ یہ احتمال ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی مرنے والا شخص (کلالہ ہونے کی صورت میں) دُور کے رشتہ دار وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کسی قرضہ کا اقرار کرے۔ یا بغیر کسی ضرورت کے محض ورثاء کو ضرر پہنچانے کے قرضہ لے لے۔ یا وصیت کرے۔ اس لئے خدائے حکیم و خبیر نے ورثاء کو نقصان سے بچانے کے لئے یہ پُر حکمت ہدایت فرمائی۔ کہ کوئی مرنے والا بوقت مرگ ورثاء کو ضرر پہنچانے کے لئے نہ کوئی وصیت کرے۔ اور نہ ہی کسی قرضہ کا اقرار کرے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ میت کی اولاد میں سے لڑکے کو لڑکی کی نسبت دُگنا حصہ ملتا ہے۔ اور خاوند بیوی کی نسبت زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

تو اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ مردوں کی ذمہ داریاں عورتوں کی ذمہ داریوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اور جن کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں، وہ زیادہ رعایت کے مستحق ہیں۔ کیونکہ مردوں اپنے اخراجات کے علاوہ بیوی اور بچوں کے

مجھے کوئی ایسی سفارش یاد نہیں جو احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کی بنا پر کسی آدمی کے خلاف مقدمہ چلانے کیلئے کی گئی ہو

پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں حکومت پنجاب کے سابق چیف سیکرٹری حافظ عبدالمجید کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

حکومت پنجاب کی جانب سے مسٹر فضل الٰہی کی جرح پر گواہ نے کہا۔ کہ انہوں نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔ کہ وزیر اعظم پاکستان کو عوام کے سامنے یہ بات واضح کر دینی چاہیئے تھی کہ ان کا اپنے رفیق چوہدری سر ظفر اللہ خان کو برطرف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وکیل نے ان سے کہا۔ کہ خواجہ ناظم الدین کی دوسری رائے اس سے پہلے ایک موقعہ پر یہ تھی۔ کہ وزیر اعظم کو اس طرح کا کوئی بیان نہیں دینا چاہیئے۔

گواہ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ میری رائے یہ نہیں تھی۔

س:۔ آپ نے فائل نمبر ۳۱ سی ۵۳ بی پر ۵ جولائی ۱۹۵۳ء کے نوٹ میں لکھا ہے۔ کہ آنریبل وزیر اعظم کو یہ مشورہ دینا واضح طور پر نامعقول تھا کہ انہیں اس سلسلہ میں ایک بیان دینا چاہیئے۔ کہ آنریبل وزیر خارجہ کو ان کا اعتماد حاصل ہے۔ کیا یہ رائے اس رائے سے مختلف نہیں جس کا ابھی آپ نے اظہار کیا ہے۔ ج:۔ دونوں بیان ایک دوسرے کے برعکس نہیں۔ س:۔ کیا آپ نے یہ اس رائے سے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اور جس کا آپ نے کل اظہار کیا ہے۔ کبھی وزیر اعلیٰ کو مطلع کیا تھا؟

ج:۔ اس خاص سوال پر وزیر اعلیٰ نے کبھی مجھ سے یا میں نے ان سے تفصیلی طور پر بحث نہیں کی تھی۔

س:۔ آپ نے اپنے تحریری بیان کہا ہے۔ کہ صوبائی ذمہ داروں نے تحریک کا جواب دینے کے لئے نظریاتی سعی تو نہیں کی۔ کیا اس سے آپ کا یہ مطلب تھا۔ کہ صوبائی حکومت کو غیر مبہم طور پر اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھنا چاہیئے۔

ج:۔ میرا اصل مطلب یہ تھا۔ کہ جب تحریک جاری تھی اس وقت صوبائی حکومت یہ محسوس کرتی تھی۔ کہ اس معاملہ میں فیصلہ کرنا مرکزی حکومت کا کام ہے اس لئے صوبائی حکومت عقیدے کے سوال میں نہیں پڑی نہ اس سلسلہ میں کہ کون مسلمان ہے اسے کوئی ساوہ سا بیان مشتہر کرنے کے لئے اس موضوع کو چھیڑا۔

عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سول اور فوجی کاروائی جس میں ہنگامی حالات میں سول اور فوجی کارروائی میں تعاون کے لئے ہدایات شامل ہیں کے نام سے کوئی پمفلٹ موجود ہے

ج:۔ میں نے اس طرح کا کوئی رسالہ نہیں دیکھا ہے۔ گواہ کو دستاویز ڈی۔ ای ۳۴۴ دکھائی گئی۔ وکیل نے گواہ سے سوال کیا۔ کہ آپ کو معلوم ہے کہ جسے سول ہوم ڈیفنس کی ہدایات سکیم ۱۹۵۱ء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ نافذ ہے؟

ج:۔ اس طرح کی کوئی سکیم انسپکٹر جنرل پولیس کے دفتر میں ضرور ہوگی۔ عدالت نے گواہ سے سوال کیا۔ کہ کیا فسادات کے زمانے میں اس تحفظی سکیم پر عملدرآمد کے سوال پر غور کیا گیا تھا

ج:۔ اس سکیم کے نفاذ کے طریقے اور اس کی تفصیلات کا مجھے کوئی علم نہیں تھا وکیل نے اپنی جرح جاری رکھتے ہوئے سوال کیا کہ احرار لیڈروں کو تنبیہ کر دی گئی تھی؟

ج:۔ جی ہاں مجھے یاد ہے۔

س:۔ کیا انہوں نے کبھی اس بات کی یقین دہانی کی تھی۔ کہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اسے وہ نہیں دہرائیں گے؟

ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ جولائی ۱۹۵۲ء کے سمجھوتے سے پہلے ان سے کوئی یقین دہانی نہیں مانگی گئی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ سے ایک یقین دہانی کی تھی۔

میاں ممتاز دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان نے بدھ کے روز حافظ عبدالمجید پر جرح کرتے ہوئے پوچھا کہ انہوں نے احرار اور حکومت کے درمیان جس مبینہ سمجھوتہ کا حوالہ دیا ہے کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ اس کی شرائط کیا تھیں؟ حافظ عبدالمجید نے کہا۔ کہ میں ان شرائط کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ سمجھوتہ میری عدم موجودگی میں ہوا تھا۔ عدالت نے جب ان سے پوچھا کیا وہ احرار کے سابق رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھوتہ کی سفارش کر سکتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے وہ احرار کو اس تاریخ پر ایک موقع دینے پر رضامند تھے۔

س:۔ کیا آپ یاد کر سکتے ہیں کہ یہ مبینہ سمجھوتہ اس یقین دہانی پر کیا گیا تھا۔ کہ احرار لاقانونیت کی کھلم کھلا مذمت کریں گے۔ اور لوگوں سے کہیں گے کہ اسلام کی طرف سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اقلیتوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کریں۔ جن میں احمدی بھی شامل ہیں۔ اس صورت میں حکومت پنجاب ان احرار رہنماؤں کو رہا کر دیگی جو دفعہ ۱۴۴ توڑنے کی وجہ سے سزایاب ہوئے تھے؟

ج:۔ میں نے ڈیوٹی سے واپس آنے کے بعد ایسا سنا تھا۔

س:۔ کیا اس سمجھوتہ کے فارمولا کا سرکاری ریکارڈ موجود تھا

ج:۔ مجھے ڈائرکٹر تعلقات عامہ نے بتایا تھا کہ کوئی ریکارڈ تیار کیا گیا تھا۔ جب میں واپس آیا تو میں نے اس کے متعلق استفسار کیا تھا۔ تاہم میں نے ایسا کوئی ریکارڈ نہیں دیکھا

س:۔ کیا آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔ کہ ان حالات میں حکومت پنجاب کے لئے یہی مناسب تھا کہ احرار کی یقین دہانی قبول کر لے اور مذہبی آزادی کی بنا پر وہ عامہ کو حکومت کے خلاف کئے بغیر مساجد کے اندر پابندی ختم کر دے جس کا نافذ کر سکنا مشکل تھا؟

ج:۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ میں احرار کو ایک موقعہ دینے پر رضامند تھا۔ مبینہ سمجھوتہ کی شرائط معقول نظر آتی تھیں

س:۔ کیا یہ چیز آپ کے نوٹس میں آئی۔ کہ یا محکمہ کا سینڈ ہونے کی وجہ سے کوئی شکایت آپ سے کی گئی کہ ڈائرکٹر تعلقات عامہ اور محکمہ اسلامیات کے عملہ کا کوئی رکن احمدیوں کے خلاف تحریک میں حصہ لے رہا ہے یعنی اخبارات کو اس موضوع پر مضامین چھاپ رہا ہے؟

ج:۔ لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ سے قبل میرے علم میں اس بات کے سوا کوئی بات ہی نہیں آئی کہ ایک اردو اخبار میں ایک اشتہار چھپا جس کا حوالہ میں اپنے کل کے بیان میں دے چکا ہوں۔

س:۔ مارشل لاء کے بعد کے لفظوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟ ج:۔ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد مرکزی حکومت نے اس مسئلہ پر تحقیقات شروع کی۔

اس طرح یہ شکایت میرے علم میں آئی۔

س:۔ کیا مجھے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ تحقیقات کے دوران میں جب آپ چیف سیکرٹری تھے۔ تو اس شکایت کا کوئی ثبوت آپ کو بہم نہیں پہنچا؟

ج:۔ میں نے وزارت داخلہ کی ہدایت پر میر نور احمد سے جواب طلبی کے علاوہ اس بارے میں کوئی تحقیقات نہیں کی۔ انہوں نے رپورٹ کی تھی کہ ان کے محکمہ نے ایک اخبار کو کوئی ایسی چیز مہیا نہیں کی جسے احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن میں حمایت سمجھا جائے

س:۔ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب اردو اخبارات کے پرچے خریدنے کی صورت میں انہیں روپیہ دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا؟

ج:۔ میں اس وقت موجود تھا۔ جب خواجہ شہاب الدین نے منتخب اخبارات کے پرچے خریدنے کی تجویز پیش کی۔ مجھے کسی ایسے اجلاس میں اپنی شرکت کے متعلق یاد نہیں۔ جس میں اس مسئلہ پر وزیر اعلیٰ نے ڈائرکٹر تعلقات عامہ سے گفت و شنید کی ہو

س:۔ جب جولائی ۱۹۵۲ء میں ان اخبارات کو نئے سرے سے ادائیگی کا سوال اٹھا تو کیا ڈائرکٹر تعلقات عامہ نے آپ کی وزیر اعلیٰ کی منظوری کے لئے کاغذات پیش کئے؟

ج:۔ مجھے جون اور جولائی کے کسی ایسے واقعہ کے متعلق کچھ یاد نہیں۔

س:۔ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب اخبارات کو ادائیگی کا فیصلہ کیا گیا؟

ج:۔ نہیں۔ لیکن ڈائرکٹر تعلقات عامہ کے مشورہ سے وزیر اعلیٰ کا فیصلہ ایک نوٹ کی صورت میں میرے پاس بھیجا گیا۔ جو میں نے محکمہ خزانہ کی منظوری کے لئے بھیج دیا۔

س:۔ آپ محکمہ تعلقات عامہ اور محکمہ اسلامیات کے ایڈمنسٹریٹو سیکرٹری تھے کیا احمدیوں کے خلاف تحریک کو ہوا دینے کے لئے ان اخبارات کے پرچے خریدے گئے؟

ج:۔ ان اخبارات کو خریدنے کی ضرورت حکومت کی اس خواہش کی بنا پر پیدا ہوئی کہ حکومت کے نقطۂ نظر کی حمایت کو محسوس کرنے والے اخبارات کو مدد دی جائے۔ اس خریداری کا احمدیوں کے خلاف یا حق میں کسی تحریک سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔

س:۔ کیا آپ نے وزیر اعلیٰ یا ان کی کابینہ کی کسی پالیسی، اقدام، عملی رجحان یا تمنا سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ مجموعی طور پر تحریک کی حمایت یا ہمدردی کر رہے تھے۔ یا تحریک کے پیش کردہ مطالبات سے انہیں ہمدردی تھی؟

ج:۔ نہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ۶ مارچ کی اپیل سے مجھے سخت افسوس ہوا۔ کیونکہ میں نے اس تمام عرصہ میں سوچا تھا کہ وزیر اعلیٰ نظریاتی خطوط پر ٹھیک طور پر چل رہے ہیں

س:۔ ۵ جولائی کو آپ نے اضلاع حکام کے اجلاس کی صدارت کی جس میں ہوم سیکرٹری ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر کوئی شخص تحریک کے سلسلہ میں مقدمہ کے دوران میں مجرم ثابت ہو۔ تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حکومت کے پاس رپورٹ کریں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سیالکوٹ کیس کے علاوہ پنجاب کے کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس تحریک کے سلسلہ میں کسی شخص کے خلاف کاروائی کی سفارش کی ہو۔ اور حکومت کی طرف سے اسے منظور نہ کیا گیا ہو؟

ج:۔ مجھے کوئی ایسی سفارش یاد نہیں جو احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کے متعلق کسی آدمی کے خلاف مقدمہ چلانے کے لئے کی گئی ہو جب تک آج مجھے عدالت میں دکھا نہیں دیا گیا مجھے سیالکوٹ کیس کا علم نہیں تھا۔ اتفاقاً اس کیس کی تفتیش سی۔ آئی۔ ڈی نے کی۔ اور اسے سیکرٹریٹ کے حکم کے بغیر ختم کر دیا گیا

س:۔ حکومت پنجاب کے وکیل نے آپ کی توجہ آپ کے ۵ جولائی کے نوٹ کی طرف مبذول کرائی تھی۔ کیا آپ بتائیں گے۔ کہ وزیر اعلیٰ نے اس نوٹ پر کیا فیصلہ کیا؟

ج:۔ وزیر اعلیٰ کا فیصلہ ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء تک حکومت پنجاب کی پالیسی کے طور پر عمل ۔۔۔

ج:۔ جی ہاں س:۔ کیا اس پالیسی کی نشر و اشاعت کی گئی؟

ج:۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ حکومت پنجاب نے واضح طور پر اس چیز کی نشر و اشاعت کی یا نہیں۔ کہ وہ مذہبی اور سیاسی تنازعات سے بالکل علیحدہ رہے گی۔

س:۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ پاکستان کی وزارت داخلہ نے احمدیوں کے خلاف بعض مضامین کی بنا پر جو پنجاب کے اخبارات میں شائع ہوئے تھے مناسب کاروائی کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ آپ یاد کر کے بتائیں کیا آپ کو کوئی ایسا مراسلہ موصول ہوا تھا؟ اگر ہوا تھا۔ تو اس پر کیا کاروائی عمل میں آئی؟

ج:۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ مرکزی حکومت نے خاص طور پر کسی شائع شدہ چیز کی طرف توجہ دلائی ہو۔ تاہم ممکن ہے کہ انہوں نے بعض انفرادی مطبوعات۔ یا چند مطبوعات کی طرف اشارہ کیا ہو لیکن مجھے

یاد نہیں۔ کہ کسی ایسے معاملے میں تحقیقات کے بعد کسی ناشر کے خلاف سخت قدم اٹھایا گیا ہو۔ شائع ہونے والی چیز اگر کارروائی کی زد میں آتی نہیں تھی۔ کسی ایسے بعض قانون شکنی پر مشتمل تھی جس پر ناشر کو آئندہ کیلئے زیادہ محتاط رہنے کی تنبیہہ کی جاسکتی تھی۔

س: بعض کارروائی سے آپ کی مراد پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کارروائی کی ہے؟ ج: میری مراد پریس ایمرجنسی پاورز ایکٹ سے ہے۔ وزیر اعلیٰ پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کارروائی کے حق میں نہ تھے۔

س: کیا یہ درست ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ بالعموم شہریوں اور اخبارات کے خلاف کارروائی کے سلسلے میں پبلک سیفٹی ایکٹ استعمال کرنے کے خلاف تھے؟

ج: میرا یہ بیان تمام اخبارات کے متعلق ہے اور احمدیوں کے خلاف تحریک سے اس کو کوئی واسطہ نہیں۔ جہاں تک افراد کی نظربندی یا پابندی کا تعلق ہے۔ وزیر اعلیٰ کارروائی اسی وقت عمل میں لاتے تھے جب اس کا استعمال ناگزیر ہوتا تھا

س: کیا اس وقت انسپکٹر جنرل کا ۴ نومبر ۱۹۵۲ء کا وہ نوٹ دستاویز ڈی۔ ای (۳۰۷) آپ کے علم میں آیا تھا۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ اگر انہیں عام جلسوں میں شریک ہونے اور تقریریں کرنے سے روک دیا گیا تو انہیں اور ان کی پارٹی کو از سر نو زندہ ہونے کے لئے پلیٹ فارم مل جائے گا۔ اگر اسی طرح اگر انہیں گرفتار کیا گیا۔ تو ان کی پارٹی اگرچہ ختم ہو رہی ہے۔ دوبارہ طاقت حاصل کرے گی۔

ج: یہ نوٹ میرے علم میں آیا تھا حقیقت میں میں نے نوٹ لکھ کر اسے وزیر اعلیٰ کے پاس بھجوایا تھا جس میں تجویز کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق میری موجودگی میں ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی کی بات سننے کے بعد فیصلہ کر سکتے ہیں

س: کیا آپ اس نوٹ سے متفق تھے؟

ج: میں نے اجلاس کے لئے تجویز پیش کی تھی۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ اجلاس ہو تو میں صاف طور پر بتاؤں کہ احرار کا رویہ جارحانہ ہے۔ اور حکومت کو اس کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کرنی چاہیئے۔ یہ وہ نکتہ تھا جسے میں پیش کرنا چاہتا تھا۔

س: کیا آپ وزیر اعلیٰ تک نہیں پہنچے؟

ج: مسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملہ وزیر اعلیٰ تک گیا

س: وزیر اعلیٰ نے اس پر کیا نوٹ لکھا ہے

ج: معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی وقت انہیں ایک دوسری مسل بھی ملی اور انہوں نے احرار رہنماؤں سے خود ملنے کا فیصلہ کیا اس وقت تک کارروائی کرنا ضروری نہیں تھا

س: کیا اسی اجلاس کا نتیجہ تھا۔ کہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۱ء کو مراسلہ جاری کیا گیا تھا

ج: ہاں۔ یہ درست ہے۔ کہ اس مراسلہ کا مسودہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے منظور کیا گیا تھا۔

س: کیا اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ وزیر اعلیٰ نے موقع پر موجود افسروں کے مشورہ سے کیا؟

ج: وزیر اعلیٰ کا فیصلہ تھا۔ کہ کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ چیز ظاہر کرتی ہو۔ کہ حکومت نے دوسری پارٹی کے خلاف ایک پارٹی کی حمایت کا فیصلہ کر لیا تھا

س: آپ نے کہا ہے۔ کہ آپ نے میر نور احمد کو ہدایت کی کہ وہ مسٹر چشتی کو ۶ مارچ کو لاہور سے نکل جانے کو کہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ ۴ مارچ کی بات ہے۔ کہ آپ نے مسٹر چشتی کو کراچی بھیجنے کی ہدایت کی۔ کیا آپ اس امکان پر روشنی ڈالیں گے؟

ج: مجھے گورنر کے کمرے میں ایک روز صبح کے وقت ہدایات دی گئی تھیں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، ۵۔ اور ۶ مارچ کو وزراء اس کمرے میں تھے۔ اگرچہ ۴ تاریخ کو وزراء اس کمرے میں ہوتے تو میر نور احمد کو ہدایات دینے کا امکان مسترد نہیں کیا جاسکتا

س: کیا گڑبڑ کے دوران میں مثلاً ۲۷ فروری سے ۶ مارچ تک آپ نے اس چیز کا نوٹس لیا تھا کہ وزیر اعلیٰ تمام تر عرصہ اس چیز کے لئے مضطرب رہے کہ امن وامان کیلئے صورت حال پر قابو پانے کا سخت اقدام کرنا چاہیے

ج: یقیناً ایسا ہی تھا۔ انہوں نے تحریک میں حصہ لینے والے متعدد مسلم لیگی ایم۔ ایل۔ اے اصحاب کو بھی گرفتار کیا۔

س: کیا گورنمنٹ ہاؤس میں ۵ مارچ کی کانفرنس میں یہ چیز آپ کے علم میں آئی تھی۔ کہ وزیر اعلیٰ بھی انہی خیالات کے تحت چاہتے تھے کہ صورت حال سے نپٹنے کے لئے زیادہ فوجی دستے استعمال کئے جائیں۔ ج: ان کا یہی موقف تھا۔

س: کیا یہ چیز آپ کے علم میں آئی تھی۔ کہ ۲-۳-۴-۵ اور ۶ مارچ کو دوپہر کے بعد سول لائن کے علاقہ اور بیرون لاہور میں گشت لگا رہی تھی۔ متعدد مقامات پر فسادیوں کے ہجوم کا اسے سامنا ہوا۔ لیکن اس نے کسی جگہ کسی موقع پر ان پر گولی نہ چلائی؟

ج: مجھے پتہ ہے کہ بیرونی لاہور کے رقبہ میں فوج گشت لگاتی تھی۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ انہوں نے کسی جگہ فائرنگ نہیں کی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی ایسا موقعہ بھی آیا کہ انہیں فائرنگ کرنی چاہیئے تھی مجھے ایک موقع پر فوج سے یہ رپورٹ ملی تھی۔ کہ اس کے ظاہر ہونے پر ہجوم منتشر ہو جاتا ہے اور فوج کا گشتی دستہ واپس آنے پر پھر اکٹھا ہو جاتا ہے۔

س: کیا ۵ مارچ کے فیصلے کے بعد فوج گشت پر بغیر مجسٹریٹ یا پولیس کے جایا کرتی تھی؟

ج: میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس فیصلے کے بعد گشت باہر گئی۔ میں نے پچھلے سوال کے جواب میں جو کچھ کہا ہے۔ اس کا تعلق ۵ مارچ سے پیشتر چند ایام کے ساتھ ہے۔

س: کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں۔ آیا ۵ مارچ کو فوج کی سرگرمیاں کم کرنے یا مجبوری طور پر ان سرگرمیوں کو [illegible] چلانے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ اس دن کی بگڑی ہوئی صورت حال پر قابو پایا جاسکے؟

ج: میرا جواب یہ ہے۔ کہ فیصلوں سے یہی مراد تھی کہ مسلح فوج کو تحریک اور فساد سے نپٹنے کے لئے زیادہ موثر بنایا جائے

س: کیا آپ یادداشت پر زور دے کر بتائیں گے کہ ۴ مارچ کو جو کانفرنس جنرل آفیسر کمانڈنگ کی طرف سے ان کے جمخانہ ہیڈکوارٹر میں ہوئی تھی۔ اس میں فوج کے ایک افسر کرنل نواز نے جو ڈیوٹی پر تھے۔ کہا تھا۔ کہ جب نیلا گنبد میں ۵ مارچ کو دکانیں جلائی گئیں۔ تو انہوں نے فوج کو غافل پایا؟

ج: کرنل نواز نے اس قسم کا بیان دیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ کسی نے بھی فائرنگ نہ کی۔ تو انہوں نے فوج کے ساتھ پولیس کو بھی شامل کیا تھا تاہم انہوں نے یہ بات واضح نہیں کی تھی کہ جب دکانوں کو آگ لگائی گئی تو پولیس اور فوج کتنے فاصلہ پر تھی؟

س: جب یہ بات آپ کے علم میں آئی۔ کہ اسلامیات بورڈ کے بعض ارکان احمدیوں کے خلاف تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ تو کیا آپ نے ان کے خلاف تادیبی کارروائی ضروری نہیں سمجھی؟

ج: میں یہ جواب دے چکا ہوں۔ کہ میں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کا مجاز نہیں ہوں۔ مجلس مشاورت کی رکنیت ان لوگوں کو تعزیری کارروائی کا مستوجب نہیں ٹھہراتی تھی۔ یہ رکنیت اعزازی تھی اور زیادہ سے زیادہ یہ فیصلہ کیا جاسکتا تھا۔ کہ اسلامیات بورڈ میں ان کا شمول اب مفید نہیں رہا۔ تو ان کا یہ تعلق ختم کر دیا جائے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ جب ہم نے پہلے پہل انہیں بورڈ میں لیا تھا اس وقت بھی ہم جانتے تھے۔ کہ ان میں سے ہر ایک مخصوص انداز نظر رکھتا ہے۔ متعدد مولویوں کی رکنیت والا بورڈ بنانے کا مدعا یہ تھا کہ ان مولویوں کے مخصوص انداز نظر ہونے کے باوجود مسلمانوں کی مذہبی بہبود کے لئے بہترین مساعی بروئے کار آسکیں

س: کیا بڑے افسروں میں کوئی ایسا بھی تھا۔ جو تحریک میں حصہ لینے والوں کے خلاف سخت کارروائی کا حامی نہ ہو؟ ج: نہیں۔

س: کیا آپ کا خیال ہے کہ ہمارے ملک کے لوگوں کو قطعی طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے؟

ج: ہاں۔ س: کیا ختم نبوت کا عقیدہ مذہبی عقائد کا جز ہے۔ ج: ہاں۔

س: کیا اس عقیدہ کی توضیح ہر شہری کا حق ہے یا نہیں؟ ج: ہاں بشرطیکہ یہ مختلف فرقوں میں منافرت پیدا کرنے کا موجب نہ ہو۔

س: کیا جب دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت پابندی لگی۔ اور جب اسے مساجد پر بھی نافذ کرنے کا خیال ہوا اس وقت یہ چیز مذہبی آزادی میں مداخلت نہیں بنی تھی؟

ج: مساجد پر پابندی لگانے کا ارادہ نہیں تھا۔ پابندی اس لئے ضروری ہو گئی تھی۔ کہ تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے بڑے بڑے مقررین نقض امن کی حد سے تجاوز کرنا شروع کر دیا تھا۔ جب پابندی لگائی گئی۔ تو وہ خود بخود مساجد پر بھی عائد ہو گئی۔

حافظ عبدالمجید نے کہا۔ ایک متمدن ملک کے شہریوں کو خاص کر ایسے حالات میں جب بعض لیڈروں کے غلط رویہ سے ایسی صورت حال پیدا ہو جائے۔ شہری آزادی پر پابندی قبول کر لینی چاہیئے

س: کیا پابندی ہر مذہبی خیالات کے اظہار پر عائد ہوتی تھی؟

ج: پابندی اس صورت میں عائد ہوتی تھی جس صورت میں احراری یا احمدی جلسہ کریں۔ لیکن یہ پابندی میکانیکل قسم کی تھی یعنی اس وقت تک کیلئے تھی۔ جب مقرر مختلف فرقوں میں منافرت پیدا کرنے کی کوشش کرے س: کیا یہ بات دفعہ ۱۴۴ کے حکم میں واضح کر دی گئی تھی کہ پابندی اس صورت میں عائد ہو گی جب مقرر منافرت پیدا کرنے کی کوشش کرے؟ ج: پابندی اجلاس منعقد کرنے پر لگائی گئی تھی:۔

پاکستان میل کا حادثہ ہولناک ترین تھا اور ہم سب رنج و غم میں ڈوب گئے تھے

وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا بیان!

کراچی ۲۳ جنوری۔ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے ایک اور بیان میں کہا ہے کہ پاکستان میل کا حادثہ ہولناک ترین تھا اور ہم سب رنج و غم میں ڈوب گئے تھے۔ جو ہمارے چہروں سے ظاہر تھا۔ یہ عمل قابل تعریف ہے کہ اس موقع پر خوف و ہراس نہیں پھیلا۔ ہر شخص نے ہمت و استقلال اور ضبط و تحمل کا ثبوت دیا۔ اس سانحہ سے ہمیں بہت سے سبق ملے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم میں سے کوئی انہیں فراموش نہیں کرے گا۔ میں نے یہ دیکھکر کہ آگ تیزی سے پچھلے ڈبوں کی طرف پھیل رہی ہے۔ ریلوے اسٹاف کو مشورہ دیا کہ وہ ان ڈبوں کو ایک ایک کرکے باقی ٹرین سے کاٹ لیں۔ چنانچہ پانچ ڈبے جن میں میرا ڈبہ بھی تھا چلتی ٹرین سے تھوڑے فاصلے پر سے جاتے گئے۔ اور ہر شخص کو ان میں بیٹھنے کی دعوت دی گئی اور وہ جلدی بھر گئے۔ چند زخمیوں کو بھی بٹھایا گیا۔ جب ٹرین چلنی شروع ہوئی۔ تو میں نے ایک یورپین عورت اور مرد کو جو ٹرین میں چڑھنے کی جدو جہد کر رہے تھے ٹرین میں بلالیا۔ جب یورپین عورت نے کہا کہ کچھ شیر خوار بچے اور عورتیں پلیٹ فارم پر ادر ہیں تو میں نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں یہ وقت کسی کے امتیاز کرنے کا نہ تھا۔ میں نے ایک پاکستانی کو پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ جگہ کی تلاش میں ہیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ تو میں نے ان سے کہا کہ جگہ ہے آپ اندر تشریف لے آئیے۔

مکمل بیان آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

وزیر اعظم پاکستان کا اظہار ہمدردی

کراچی ۲۳ر جنوری۔ آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے ایک بیان میں [illegible] کے ریل کے حادثہ کا شکار ہونے والوں کے رشتہ داروں سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے بیان میں کہا۔ براہ آباد کے قریب ریل کے مصیبت ناک حادثہ کی خبر سنکر مجھے زبردست صدمہ اور افسوس ہوا ہے۔ اگرچہ ابھی تک پوری تفصیلات دستیاب نہیں ہوئی ہیں۔ لیکن اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت زیادہ جانی نقصان ہوا ہے۔ میں حادثہ میں مرنے والوں اور زخمی ہونے والوں کے رشتہ داروں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔

---

۲۰ مشترکہ کمیٹی دعووں کا فیصلہ کریگی۔ دعوی پیش کرنے والوں کو مشترکہ کمیٹی کے سامنے اپنے دعوے ثابت کرنے کی معقول سہولتیں دی جائیں گی۔ اس قسم کی چیزیں زمین سے نکالنے کے بعد اس ملک کے سفارتی نمائندے کے پاس محفوظ رکھی جائیں گی۔ جس سے اب مالک کا تعلق ہے۔ دعوے صرف تارک وطن کے پاس رکھی ہوئی یا جمع کرائی ہوئی چیزوں کے بارے میں بھیجے جائیں۔ دوسرے لوگوں کے بارے میں نہیں۔

ایران غیر جانبدارانہ پالیسی پر عمل پیرا ہے

وزیر خارجہ ایران عبداللہ انتظام کا بیان

تہران ۲۳ جنوری۔ وزیر خارجہ ایران عبداللہ انتظام نے صحافیوں کو بتایا کہ ایران بالکل غیر جانبدارانہ پالیسی پر عمل کر رہا ہے اور اسکو دو بلاکوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ وزیر خارجہ ایران نے مزید بتایا کہ روسی سفیر متعینہ تہران کی ماسکو واپسی سرحدی تنازعہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ اور انہوں نے امریکی سفیر متعینہ تہران مسٹر ہنڈرسن سے حال ہی میں جو ملاقات کی تھی وہ صرف مالی امداد کے مذاکرات سے متعلق تھی۔

---

۳۳ تک اسکو انگریزی مال لاہور کے پتہ پر روانہ کی جائیں۔ دونوں ملکوں کے سفارتی نمائندے دفینوں کو کھودنے اور نکالنے کیلئے ضروری انتظامات طے کریں گے۔ اور درخواست دہندوں کو ان انتظامات کی اطلاع دے دی جائے گی جس ملک میں مال دفن ہوگا۔ وہ بغیر کسی معاوضہ کے ملبے محفوظ ساتھ دے گا۔ دونوں ملکوں کے جن باشندوں نے زمین میں دفن چیزیں اگر کسی تارک وطن کے پاس جمع کرادی تھیں۔ یا گروی رکھی تھیں۔ اور ان کے وہ دعویدار ہیں۔ اور ابھی اپنے دعوے پیش نہیں کئے ہیں۔ تو وہ یہ پریس نوٹ شائع ہونے کے ایک ماہ کے اندر اندر متروکہ املاک کے مقامی کسٹوڈین کو دعوے پیش کریں۔ اور ان میں مندرجہ ذیل تفصیلات درج کریں۔ (۱) اس شخص کا نام اور پتہ جس کے پاس چیزیں گروی رکھی گئی ہوں۔ یا رکھوائی گئی ہوں (۲) چیزوں کی تفصیلات مثلاً سونا۔ نقدی وغیرہ تاکہ انہیں شناخت کیا جا سکے۔ (۳) چیزوں کا وزن اگر صحیح وزن معلوم نہ ہو۔ تو وزن کا اندازہ (۴) چیزوں کی مالیت (۵) چیزیں گروی رکھنے یا رکھوانے کی وجوہ (۶) جمع کرانے یا گروی رکھنے کی تاریخ اور شرائط۔ (۷) جس شخص کے پاس چیزیں جمع کرائی گئی ہوں۔ یا گروی رکھی گئی ہوں ان کی اصلی مالک پر اگر سود طے ہوا ہو۔ تو اسکی شرح اور اب تک حقیقی رقم واجب ہوئی ہو۔ اس کی تفصیل (۸) دعوے کے ثبوت میں کوئی دستاویز یا کوئی دوسرا ثبوت۔ اگرچہ دفینوں کو کھودنے کا کام یکم مارچ ۱۹۵۴ء تک شروع ہو جائیگا۔ لیکن دفن کی ہوئی جن چیزوں کے بارے میں مقررہ مدت کے اندر دعوے پیش کئے جائیں گے۔ یا پیش کئے جا چکے ہیں۔ تارکان کو انہیں لے جانے کی اجازت اسی وقت دی جائیگی۔ جب بھارت اور پاکستان کے سفارتی نمائندوں کے نامزد کردہ افسروں کی ایک بقیہ

مہاجرین کو بھارت سے اپنا منقولہ سامان لانے کی اجازت دینے کا اعلان

کراچی ۲۳ جنوری۔ وزارت مہاجرین و آبادکاری حکومت پاکستان کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے۔ کہ جون ۱۹۵۰ء کے منقولہ املاک کے معاہدے کے تحت تارکان وطن کا سامان جس میں وہ آتشیں اسلحہ اور نقدی بھی شامل ہے۔ جو دونوں حکومتوں نے اپنے قبضے میں لی تھی۔ مالکوں کو واپس کر دیا جائے گا۔ اگر انہیں سامان کی واپسی نہ ہوئی تو تارکان وطن مالکوں کو معاوضہ دیا جائے گا۔ بھارت اور پاکستان کے نمائندوں نے ۲۷ جولائی ۱۹۵۳ء سے لیکر ۱۲ اگست ۱۹۵۳ء تک اپنی ملاقاتوں میں اس مسئلے پر گفتگو کی تھی۔ سامان کی واپسی یا معاوضہ کی ادائیگی سے قبل دونوں حکومتوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سامان کی فہرستیں تیار کی جائیں۔ اور ان کا یکم جنوری ۱۹۵۴ء سے تین ماہ کے اندر اندر بھارت اور پاکستان کے سفارتی نمائندوں کے درمیان تبادلہ کیا جائے متعلقہ پناہ گزینوں سے فی الحال درخواستیں طلب نہیں کی جا رہی ہیں۔ فہرستوں کا تبادلہ ہونے کے بعد انہیں اطلاع دی جائے گی۔ ۲۷ جولائی سے ۱۲ اگست ۱۹۵۳ء تک کراچی میں بھارت اور پاکستان کی حکومتوں کے نمائندوں کے جو بات چیت ہوئی اس کے نتیجہ میں دونوں حکومتوں نے فیصلہ کیا ہے کہ تارکان وطن کے ذاتی یا گھریلو استعمال کا جو سامان کسٹوڈینوں یا دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس رکھا ہے وہ انہیں واپس دیدیا جائے اور اسے دوسرے ملک میں لے جانے کی اجازت دی جائے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کے لئے سامان کی برآمد درآمد کیلئے پر سے بھی پابندیاں ہٹائی جا رہی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات بھارت اور پاکستان میں بیک وقت جاری کی جا چکی ہیں۔ اس سامان پر برآمد یا درآمد کی کوئی پابندی نہ ہوگی۔ اور کسٹم ڈیوٹی بھی وصول نہ کی جائے گی۔

مندرجہ ذیل زمروں میں آنیوالے سامان کو لے جانے کی سہولتیں نہ دی جائیں گی اور اس سامان کو اسی ملک میں فروخت کرنا ہوگا جہاں وہ پہلے تھا (۱) ذاتی اور گھریلو استعمال کی مشینوں مثلاً ٹائپ رائٹر سینے کی مشین۔ بائیسکل۔ ریفریجریٹر۔ ریڈیو۔ موٹر کار بجلی کا سامان۔ موسیقی کے آلات پیشہ ورانہ اوزار اور آلات کے سوا مشینیں اور ان کے حصے (۲) تجارتی سامان (۳) ذاتی اور گھریلو استعمال کے لئے خاندان کی ضروریات سے زیادہ بغیر سلا کپڑا (۴) مویشی (۵) بالعموم جتنی نقدی کی اجازت دی جاتی ہے اس سے زیادہ نقدی اور (۶) سونا چاندی۔ تارکان وطن کو یکم مارچ ۱۹۵۴ء سے چھ ماہ کی مدت دی جائے گی۔ اس عرصے میں وہ اپنے سامان کی بحالی یا منتقلی کا دعوے پیش کر سکیں گے۔ جو تارکان وطن اپنے سامان کی منتقلی کا انتظام نہ کر سکیں گے ان کا سامان ان کے ملک کے سفارتی نمائندوں کے دفتر میں بھیج دیا جائے گا۔ بشرطیکہ سفارتی نمائندہ مزید کارروائی کے لئے اس سامان کی اپنے دفتر میں موجودگی ضروری سمجھے۔ تارکان وطن ملکوں تمام دوسرا سامان مقامی کسٹوڈین دوسرے ملک کے سفارتی نمائندے یا اس کے نامزد کردہ کسی آدمی کی موجودگی میں نیلام کر دیں گے۔ اور اس طرح جو رقم وصول ہوگی وہ کسٹوڈین کی فیس کاٹنے کے بعد سفارتی نمائندے یا اس کے نامزد کردہ شخص کے سپرد کر دیا جائیگا جو اسے متعلقہ تارکان وطن مالکوں تک پہنچا دے گا۔ تجارتی سامان کے جو کسٹوڈین دوسرے سامان کو تارکان وطن مالکان یا سفارتی نمائندہ جو اپنے قبضہ میں لے گا اس پر کسٹوڈین کی فیس لی جائے گی۔ اور اسے رکھنے کا معاوضہ لیا جائے گا۔ ذاتی اور گھریلو استعمال کا جو سامان دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس ہے اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ تارکان وطن ۳۰ جون ۱۹۵۴ء تک بھارت میں فروخت کر سکتے ہیں۔ یا پاکستان لا سکتے ہیں۔ تیسرے فریق کے دعوے صرف تجارتی سامان کے بارے میں وصول کئے جائینگے۔ اور اس قسم کے جو دعوے پیش کئے جا چکے ہیں۔ ان پر غور کیا جائے گا۔ مال کو اسٹور کرنے کی اجرت کے دعوے عدالتوں کے فیصلے کی بنیاد پر پیدا شدہ دعوے اور درج کئے ہوئے سامان کے بارے میں بنکوں کے دعوے لئے جائیں گے۔ ان کے علاوہ کوئی نیا دعوے قبول نہیں کیا جائے گا۔ بنکوں کو چاہیئے کہ وہ یکم جنوری ۱۹۵۴ء سے تین ماہ کے اندر اندر مقامی کسٹوڈینوں کو اس قسم کے دعوے پیش کریں۔ اس سلسلہ میں یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ تیسرے فریق کے دعوے صرف کاروباری سودوں کے بارے میں وصول کئے جائیں گے۔ اگر یہ دعوے کسی اور معاملے سے متعلق ہوئے۔ تو نہیں لیا جائے گا لیکن کسٹوڈین جو ادائیگیاں کر چکے ہیں۔ ان کا سوال پھر نہیں اٹھایا جائیگا۔ وہ منقولہ املاک جو حالیہ معاہدہ کے تحت آتی ہیں مثلاً آتشیں اسلحہ۔ دفینے۔ ڈاکخانے کے سامان اور ڈاکخانے کے سیونگ بنک کے حسابات کے بارے میں علیحدہ اعلان کیا جائے گا۔ معاہدے کا اطلاق لاکرز اور سیف ڈیپازٹ حصوں پر مسکات۔ دفینے اور بنکوں میں رکھی ہوئی انشورنس پالیسیوں پر نہیں ہوتا۔ بھارت اور پاکستان کی حکومتوں کے منقولہ متروکہ املاک کے حالیہ معاہدے کی دفعات کے مطابق تارکان وطن کو زمین میں دفن کیا ہوا مال دولت ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانے کی سہولتیں دی جائیں گی۔ ان دفینوں کے نکالنے کی درخواستیں اس ملک کے سفارتی نمائندے کے نام بھیجی جائیں جس سے درخواست دہندہ تعلق رکھتا ہو۔ چنانچہ بھارت سے دفینے نکالنے کی درخواستیں لیاں آفیسر آف گورنمنٹ آف پاکستان ڈیمس منشن ۲۰